تھے ایک روایت میں تو ان کی تعداد ۵ لاکھ ہے اور دوسری روایت جو خوارزمی کی ہے اس میں ہے وضع ثلاثۃ آلاف و ثمانین الف مسئلہ یعنی ۸۳ ہزار مسئلے اس مجلس میں طے ہوئے تھے ۔ ان ۸۳ ہزار دفعات میں صرف ۳۸ ہزار مسائل کا تعلق عبادات یعنی خالص دینیات سے تھا اور باقی ۴۵ ہزار دفعات کا براہ راست تعلق معاملات یعنی دنیوی کاروبار سے متعلق آئین و دستور سے ہے ۔ آپ کے تذکرہ نگاروں نے آپ کے شاگردوں کے واسطہ سے نقل کیا ہے کہ ,,حضرت امام ابو حنیفہؒ کا طریقہ یہ تھا کہ مجلس میں جس وقت بحث و مباحثہ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ۔ تو بار بار ان کی زبان پر قرآنی آیت و بشّر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ، جاری ہو جاتی ۔ یعنی شرکاء مجلس کو اس طرح یہ سمجھایا جاتا کہ ہم اس وقت احسن القول کی تلاش و جستجو میں لگے ہوئے ہیں ۔ یعنی قرآن و حدیث کی عبارتوں میں سے نکل سکنے والے پہلوؤں میں سے جو پہلو سب سے بہتر اور احسن ہو ہم وہ معلوم کرنا چاہتے ہیں ۔ چنانچہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اپنے اجتہادی مسائل کے بارے میں اکثر یہ فرمایا کرتے تھے ھو احسن ما قدرنا علیہ یعنی جہاں تک پہنچنا ہمارے بس میں تھا ۔ اس میں سب سے بہتر پہلو مسئلے کا یہی ہے ۔ الغرض فقہ حنفی کی تدوین کی بہت سی خصوصیات ہیں ۔ اور سب سے بڑی اور اہم خصوصیت اس کا یہ شورائی اور اجتماعی انداز استنباط و استخراج ہے ۔ نیز مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر فقہ حنفی کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ ارشادات بھی نقل کروں ۔ جس سے فقہ حنفی کی عظمت و اہمیت کا کچھ اندازہ ہو سکے گا ۔ حضرت شاہ صاحبؒ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں ۔

فنی رسول اللہ ﷺ ان فی المذھب الحنفی طریقۃً انیقۃً ھی اوفق الطریق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت و نقحت فی زمان البخاریؒ و اصحابہ و ذلک ان یوخذ من اقوال الثلاثۃ قول اقربھم بھا فی المسئلۃ ثم بعد ذلک یتبع اختیارات الفقہاء الحنفیین الذین کانوا من علماء الحدیث ص ۴۸ ۔

فیوض الحرمین میں اس قسم کی بہت سی عبارتیں ہیں ۔ فقہ حنفی کی تدوین اور امام ابو حنیفہؒ کے اجتہادی بلند مقام اور ممتاز فقاہت اور ان کے مجتہدانہ کارناموں کی مزید تفصیلات مولانا شبلیؒ کی کتاب سیرۃ النعمان ، مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بے نظیر کتاب ,,امام ابو حنیفہؒ کی سیاسی زندگی،، اور ان کے بارے میں لکھے ہوئے اردو اور عربی کے دوسرے تذکروں کا مطالعہ کرکے معلوم کی جا سکتی ہیں ۔ امام ابو حنیفہؒ اور دوسرے تینوں ائمہ کرام امام مالکؒ ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ رحمہم اللہ تعالیٰ کو اصطلاحاً مجتہد مطلق کہا جاتا ہے ۔ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ بھی اگر چہ اجتہادی شان میں اس درجہ کے مجتہد تھے اور اگر ان کو بھی مجتہد مطلق کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا لیکن ان دونوں حضرات نے اپنے گرامی قدر استاذ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ اپنے آپ کو مربوط رکھا اور ادباً انہوں نے اپنے اجتہادات کو مستقل مسلک کا رنگ نہیں دیا اس لئے اصطلاحاً ان دونوں حضرات کو مجتہدین منتسبین میں شمار کیا جاتا ہے ۔ مقدمہ عمدۃ الرعایہ میں فاضل محقق مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ شمس الائمہ کردری کے حوالہ سے لکھتے ہیں ان الامام ابا حنیفة قد علم انهما بلغا رتبة الاجتهاد و ان وظيفة المجتهد العمل باجتهاده دون اجتهاد غيره فامر بترك العمل بقوله اذا لم يظهر دليله و قال لا يحل لاحد ياخذ بقولی ما لم يعلم من اين قلته و نهى عن التقليد و ندب الى معرفة الدليل فلم يظهر لهما دليل قول ابی حنيفةؒ فی بعض المسائل و ظهرت لهما الامارة على خلاف قوله فتركوا قوله بامره عملاً برأيهما بامره انتهى پھر مولانا لکھنویؒ لکھتے ہیں ۔ فالحق انهما مجتهدان مستقلان نالا برتبة الاجتهاد المطلق الا انهما لحسن تعظيمها لاستاذ هما و فرط اجلالهما لا ما مهما اصلا اصله وسلكا نحوه و توجها الى نقل مذهبه و تأييده و انتصاره انتسبوا اليه فمن ثم عدهما المحدث الدهلویؒ فی الانصاف وغيره و عبدالوهاب الشعرانی فی الميزان من المجتهدين المنتسبين (ص ۹) تو یہ دونوں حضرات اور اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کے دوسرے ممتاز تلامذہ مثلاً امام زفرؒ ، حسنؒ بن زیاد وغیرہ طبقہ